رسائل و مسائل

ثعلبہ بن حاطب انصاری کا واقعہ

سوال :

ایک عربی مصنف کی کتاب کا اردو ترجمہ "معجزاتِ سرورِعالم" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اس میں ثعلبہ پر افسوس کے زیرِعنوان ایک صحابی کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ثعلبہ نے آنحضورؐ سے مال و دولت کی فراوانی کے لیے دعا کی تھی۔ آنحضورؐ نے اس پر افسوس فرمایا کہ حقیر شے کے لیے دعا کی درخواست کی گئی۔ مگر انہوں نے اصرار کیا اور کہا کہ میں ہر حقدار کو بطریقِ احسن حق ادا کردوں گا۔ اس پر رسولِ کریمؐ نے دعا فرمائی کہ اللہ ثعلبہ کو مال عطا کرے۔ چنانچہ ثعلبہ کی بکریوں میں اتنا اضافہ ہوا کہ مدینہ ان کے لیے تنگ ہوگیا۔ وہ مدینہ سے باہر ایک وادی میں چلا گیا۔ پہلے وہ ظہر و عصر کی نماز مسجد نبوی میں آکر پڑھتا تھا۔ پھر فقط جمعہ کی نماز میں آتا تھا پھر وہ بھی چھوٹ گئی۔ آنحضورؐ نے اس پر فرمایا : اے ثعلبہ تم پر افسوس۔ زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم نازل ہوا تو آنحضورؐ نے دو صحابی زکوٰۃ کی تحصیل کے لیے ثعلبہ اور ایک دوسرے آدمی کے پاس بھیجے۔ دوسرے آدمی نے برضا و رغبت زکوٰۃ پیش کی مگر ثعلبہ نے کہا کہ یہ تو جزیہ معلوم ہوتا ہے اور زکوٰۃ نہ دی۔ اس پر سورۂ توبہ کی آیت ۷۵ تا ۷۷ نازل ہوئی۔ ثعلبہ کو اس کا علم ہوا تو وہ مدینہ میں زکوٰۃ لے کر حاضر ہوئے مگر آپؐ نے فرمایا کہ اللہ نے اسے قبول کرنے سے منع فرما دیا ہے' اور وہ روتا ہوا واپس ہوا۔ بعد میں اس نے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ تینوں کو زکوٰۃ پیش کی مگر سب نے انکار کردیا اور وہ ذلت کے ساتھ ہلاک ہوا۔

جن کتابوں کے حوالے سے یہ واقعہ بیان ہوا ہے معلوم ہوا کہ ان میں ثعلبہ کا ذکر بطور بدری صحابی کے ہے مگر یہ کیسے صحیح ہے ؟ پھر حضرت ابوبکرؓ نے تو زکوٰۃ کے منکرین و مرتدین کے خلاف جہاد کیا اور ارتداد کی سزا دی۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک مسلمان مسلسل زکوٰۃ سے انکار

کرتا رہے اور اس پر ارتداد کی حد جاری نہ ہو۔ سورۂ توبہ کی جن آیات میں بظاہر منافقین کا ذکر ہے ان کا اطلاق ایک صحابی پر کیسے ہوتا ہے؟

جواب:

کتاب "معجزاتِ سرورِ عالم" میں ثعلبہ کا قصہ جس طرح درج ہے اور اس کے لیے جن ماخذ کے حوالے دیے گئے ہیں یہ ضروری نہیں کہ ان میں بیان کردہ تفصیلات من و عن صحیح ہوں۔ ان میں پہلا حوالہ تفسیر ابنِ کثیر سورۃ التوبہ آیت ۷۵ کا ہے۔ اس آیت کا ترجمہ درج ذیل ہے:

> ان میں بعض ایسے ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ نے ہم پر فضل و کرم فرمایا تو ہم صدقہ دیں گے اور صالحین بن کر رہیں گے مگر جب اللہ نے ان پر فضل فرمایا تو انھوں نے بخل سے کام لیا اور منہ موڑتے ہوئے اپنے وعدے سے پھر گئے۔ اس کا انجام ان کے حق میں یہ ہوا کہ قیامت کے روز اللہ کے سامنے حاضری تک ان کے دلوں میں نفاق کو راسخ کردیا کیونکہ انھوں نے اس وعدے کی مخالفت کی جو انھوں نے اللہ سے کیا تھا اور وہ برابر جھوٹ بولتے رہے۔ (التوبہ ۷۵ - ۷۷)

ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

> منافقین میں کوئی شخص ایسا بھی تھا جس نے اللہ سے عہد و میثاق باندھا تھا کہ اگر اللہ اسے اپنے فضل سے غنی کرے گا تو وہ خیرات دے گا اور نیکوکار بنے گا مگر اس نے وعدہ وفا نہ کیا' تو نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے ایسوں کے دلوں میں نفاق بٹھا دیا' قیامت تک کے لیے۔

پھر ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ آیت ثعلبہ بن حاطب انصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔ پھر پورا قصہ بیان کیا ہے کہ ثعلبہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ دعا فرمایئے اللہ مجھے مال و دولت عطا فرمائے حضورؐ نے فرمایا کہ تھوڑا مال جس کا شکر ادا ہو' زیادہ سے اچھا ہے جس کی تجھ میں طاقت نہ ہو۔ اس نے دوبارہ اصرار کیا تو پھر آنحضورؐ نے فرمایا کہ کیا تو اس پر خوش نہیں کہ اللہ کے نبی جیسی زندگی گزارے۔ ثعلبہ نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو برحق رسول بنا کر بھیجا ہے اگر مجھے مال ملا تو میں ہر حق دار کا حق ادا کروں گا۔ تب حضور اکرمؐ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! ثعلبہ کو مالدار بنا دے۔ چنانچہ ثعلبہ کی بکریوں میں ایسا اضافہ ہوا کہ مدینہ اس کے لیے تنگ ہوگیا اور وہ مدینہ چھوڑ کر ایک وادی میں چلا گیا۔ پہلے وہ ظہر و عصر کی

نماز مسجدِ نبویؐ میں ادا کرتا تھا پھر صرف جمعہ پڑھنے کے لیے آتا تھا۔ پھر نماز جمعہ بھی چھوٹ گئی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اے ثعلبہ تجھ پر افسوس، تجھ پر افسوس، تجھ پر افسوس۔

پھر جب زکوٰۃ کی فرضیت سورۃ توبہ (۱۰۳) میں نازل ہوئی تو آنحضورؐ نے دو صحابیوں کو بھیجا کہ ثعلبہ اور بنو سلیم کے فلاں آدمی سے زکوٰۃ وصول کر کے لاؤ اور اپنا حکم نامہ لکھوا کر ان کے حوالے کیا۔ بنو سلیم کے فرد نے زکوٰۃ پیش کر دی مگر ثعلبہ نے بار بار ٹال مٹول سے کام لیا اور مکتوبِ نبویؐ دیکھ کر کہا کہ یہ تو جزیہ معلوم ہوتا ہے۔ تم لوگ چلے جاؤ اور مجھے سوچ بچار کرنے دو۔ ثعلبہ کی اس روش پر سورۃ توبہ کی آیات ۷۵ تا ۷۷ نازل ہوئیں۔ ثعلبہ کے بعض رشتہ داروں نے جاکر اسے مطلع کیا اور وہ اپنا صدقہ لے کر حاضر ہوا تو آنحضورؐ نے فرمایا کہ اللہ نے تمہارا صدقہ لینے سے منع فرما دیا ہے۔ ثعلبہ اپنے سر پر مٹی ڈالتا ہوا واپس چلا گیا۔ پھر اس نے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ کو اپنی زکوٰۃ دینا چاہی مگر تینوں نے انکار کر دیا حتیٰ کہ وہ اسی حالت میں فوت ہو گیا۔

تفسیر ابن کثیر کے علاوہ یہ پورا قصہ اسد الغابہ اور الاصابہ میں بھی منقول ہے۔ اسد الغابہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ ابن مندہ، ابونعیم، ابن عبدالبر سب نے صراحت کی ہے کہ ثعلبہ ابن حاطب بدری صحابی ہیں۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بدری صحابی اس زمرہ منافقین میں کیسے شمار ہو سکتے ہیں جن سے ایسی دنیا داری، بخل اور زکوٰۃ و صلوٰۃ کے بارے میں ایسا اعراض و انکار پے در پے صادر ہوتا رہا ہو جیسا کہ اس قصے میں بیان ہوا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بدری صحابی بھی معصوم عن الخطا نہیں اور ان میں سے بعض صحابہ سے غلطیاں سرزد ہوئی ہیں لیکن ان کا صدور احیاناً" ہوا ہے اور قرائن ایسے تھے جو خطا کی سنگینی و شدت پر دلالت نہیں کرتے تھے، اس لیے ان غلطیوں پر بلا مواخذہ یا بعد از مواخذہ معاف فرمایا گیا اور حضرت حاطبؓ ابن ابی بلتعہ کی عذر پذیری کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا :

تمہیں کیا خبر، ممکن ہے کہ اہلِ بدر سے اللہ نے فرمایا ہو کہ خواہ تم کچھ بھی کرو، میں نے تمہیں معاف کر دیا۔

یہ حضرت حاطبؓ بھی بدری صحابی اور مہاجرین میں سے تھے۔ لیکن ثعلبہ کا قصہ یہ بتا رہا ہے کہ وہ منافقین میں شامل اور ایسی سیرت اور کردار کے حامل ہیں کہ قابلِ معافی نہیں، روزِ قیامت تک، نفاق ان کے دل میں بٹھا دیا گیا اور بد عہدی و کذب بیانی پر ان کا اصرار و استمرار

عرصہ دراز تک جاری رہا۔

اس کے بعد الاصابہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں پہلے ثعلبہ بن حاطب انصاری کا ذکر کیا ہے اور ان کے حالات میں صرف اتنا لکھا ہے کہ وہ بدری تھے اور ابن الکلبی کہتے ہیں کہ وہ غزوہ احد میں شہید ہوگئے۔ اس کے بعد ابن حجر نے اس نام کے ایک دوسرے ثعلبہ بن حاطب انصاری کا حال بیان کیا ہے اور ابن اسحاق کے حوالے سے لکھا ہے کہ مسجد ضرار کے بانیوں میں یہ ثعلبہ بھی تھے اور ان کا وہی قصہ مختصراً بیان کیا ہے جو اسد الغابہ میں ہے۔ پھر ابن حجر فرماتے ہیں:

"فی کون صاحب ہذہ القصہ صح الخبر ولا اظن یصح ھو البدری المذکور قبلہ نظر"

(یہ قصہ اگر صحیح ہے اور میرا گمان یہ ہے کہ صحیح نہیں ہے، اس میں جس شخص کا ذکر ہے اس سے مراد وہ ثعلبہ نہیں جن کا ذکر اس سے قبل بدری صحابی کے طور پر ہوا۔)

یہ بات محلِ نظر ہے کہ دونوں جگہ ایک ہی فرد مذکور ہو کیونکہ اگر ثعلبہ بدری صحابی ہیں تو یہ ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"لا یدخل النار احد یشھد بدرا" والحدیبیہ"

(بدر و حدیبیہ کی جنگ میں شریک ہونے والے صحابی دوزخ میں نہیں جائیں گے)۔

نیز آنحضورؐ نے فرمایا:

اے اہلِ بدر، جو چاہو کرو، میں نے تمہاری مغفرت فرمادی۔

پھر ابنِ حجر فرماتے ہیں:

"فمن یکون لھذہ المثابۃ کیف یعقبہ اللہ نفاقا فی قلبہ و ینزل فیہ ما نزل فالظاھر انہ غیرہ واللہ اعلم"

(جو صاحب اتنے بلند مرتبہ ہوں اللہ تعالیٰ آخر ان کے دل میں نفاق کیسے جاگزیں کردے گا اور ان آیات کا ان کے بارے میں نزول ہوگا جو سورۃ توبہ کے اس مقام پر نازل ہوئیں۔ پس یہ ظاہر ہے کہ بدری صحابی اور ہیں اور زکوٰۃ نہ دینے والے اور ہیں۔ واللہ اعلم۔)

پھر ثعلبہ بن حاطب کا مسجدِ ضرار کے بانیوں میں ہونا تفسیر ابن کثیر سورہ توبہ آیت ۱۰۷ کے تحت بھی بیان ہوا ہے۔ حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں کہ بارہ آدمی مسجدِ ضرار بنانے والے تھے، پھر ان

کے نام درج کیے ہیں جن میں ثعلبہ بن حاطب کا نام بھی شامل ہے۔

بہرحال ثعلبہ بن حاطب کی شناخت (Identification) اور ان سے متعلق بیان کردہ حالات و تفصیلات میں بڑے اشکالات و التباسات ہیں' لہٰذا تفسیر و تاریخ میں ثعلبہ کے جو حالات و واقعات مذکور ہیں ان سے کسی طرح کا استنباط و استدلال میرے نزدیک درست نہیں۔

اس کے بعد جہاں تک حضرت ابوبکرؓ کے مانعینِ زکوٰۃ کے خلاف تلوار اٹھانے کا تعلق ہے تو یہ بحث اپنی جگہ پر بہت تشریح و تفصیل طلب ہے۔ ایسا نہیں تھا کہ ایک آدھ یا چند گنتی کے افراد نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا تھا۔ یہ ارتداد و الحاد کا ایک ہمہ پہلو و ملک گیر طوفان تھا۔ جس میں نو مسلم اعراب و قبائل نے مختلف طریقوں سے الٹے پاؤں پھر کر انحراف و بغاوت کا علم بلند کرلیا تھا۔ بعض نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا تھا۔ بعض مدعیان کاذبین نے نئی نبوت کا اعلان کردیا اور کچھ نمازیں معاف کردی تھیں۔ علامہ ابن جریر طبری نے لکھا ہے اور سچ لکھا ہے کہ رحلتِ نبویؐ کے بعد ملتِ اسلامیہ کا حال ایک بکری کے مانند ہوگیا تھا جو تاریک رات میں جنگل و بیابان میں تنہا ہو اور چاروں طرف درندے دھاڑتے پھرتے ہوں۔ یہ حضرت ابوبکرؓ تھے جو پامردی اور عزیمت و استقامت کے ساتھ اس فتنے کے سامنے سینہ سپر ہوگئے اور جنھوں نے مرتدین کے چھکے چھڑا دیئے۔ بعض ان میں سے نادم و تائب ہوکر دائرہ اسلام میں واپس آگئے اور بعض تلوار کی بھینٹ چڑھ کر واصلِ جہنم ہوئے۔ آج بھی اگر کوئی مسلمان فرائضِ اسلام میں سے کسی فریضے کا اعلانیہ انکار کرتا ہے تو اسلامی حکومت کی عدالتِ مجاز میں اس کے خلاف جرمِ ارتداد کا فوجداری مقدمہ دائر ہوگا۔ اگر وہ جرم کا اقبال و اقرار کرے گا یا اس کے خلاف ارتکابِ جرم کا غیر مشتبہ ثبوت فراہم ہوجائے گا اور وہ جرم پر اصرار کرے گا تو اس کی آخری سزا موت ہوسکتی ہے اور اگر وہ اپنے جرم پر تائب و نادم ہوجائے تو اس کی سزا ملتوی و منسوخ ہوسکتی ہے۔ لیکن فقہائے حنفیہ کے مسلک کے مطابق ارتداد کی معافی صرف دو مرتبہ معتبر ہے۔ اگر کوئی شخص جرمِ ارتداد کا ارتکاب دو سے زائد تیسری مرتبہ کرے گا تو وہ قابل معافی نہ ہوگا۔